شبہات کا ازالہ

تالیف

محمد بن سلیمان التمیمی

ناشر الدار السلفیہ ممبئی ۔ دہلی

Www.IslamicBooks.Website

شبہات کا ازالہ

تألیف

محمد بن سلیمان التمیمی

ناشر

الدار السلفیہ

ممبئی۔ دہلی

Www.IslamicBooks.Website

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات الدار السّلفیہ نمبر ۱۲۵

نام کتاب	:	شبہات کا ازالہ
نام مؤلف	:	شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمی
طابع	:	اکرم مختار
ناشر	:	الدار السّلفیہ
تعداد اشاعت (بار دوم)	:	ایک ہزار (۱۰۰۰)
تاریخ اشاعت	:	نومبر ۱۹۹۸ء
قیمت	:	۱۵ روپئے

ملنے کے پتے

الدار السّلفیہ

۲۴۲، بلاسس روڈ متصل مہاراشٹر کالج، ممبئی نمبر ۸

دار المعارف

۱۳ر محمد علی بلڈنگ، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار ممبئی۔ ۳

دار المعارف

۲۶۸۴ بی پہلی منزل گلی مسجد کالے خان کوچہ چیلان، دریا گنج نئی دہلی۔ ۲

Www.IslamicBooks.Website

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	عرض ناشر	۵
(۱)	تمام انبیاءِ کرام نے توحید کی دعوت دی۔	۶
(۲)	دنیا اللہ کی خالقیت کا اقرار کرتی ہے۔	۷
(۳)	عقیدۂ توحید کیلئے صرف اللہ کی خالقیت کا اقرار کافی نہیں۔	۸
(۴)	توحید باری تعالیٰ کا اقرار۔	۹
(۵)	توحید کا حقیقی مفہوم	۱۰
(۶)	توحید باری تعالیٰ کا زبانی اقرار کافی نہیں اس پر دل سے یقین ضروری ہے۔	۱۱
(۷)	عقیدۂ توحید کیلئے شرک کا انکار ضروری ہے۔	۱۱
(۸)	توحید کی دعوت کے مقابلے میں مخالفین کا خوف نہیں کرنا چاہئے۔	۱۳
(۹)	داعیان توحید کیلئے دلائل کا جاننا ضروری ہے۔	۱۴
(۱۰)	داعیان توحید کو نڈر ہونا چاہئے۔	۱۴
(۱۱)	قرآن مجید میں مخالفین کے تمام شبہات کا جواب موجود ہے۔	۱۵

Www.IslamicBooks.Website

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۱۸	جواب مفصل۔	(۱۲)
۱۹	منکرین کے بعض شبہات کا جواب۔	(۱۳)
۲۲	مشرکین کی ایک غلط فہمی کا جواب۔	(۱۴)
۲۵	شفاعت انبیاء کے بارے میں بعض شبہات کا جواب۔	(۱۵)
۲۶	شفاعت کی حقیقت پر تفصیلی بحث۔	(۱۶)
۲۸	مشرکین کے بعض شبہات کا جواب۔	(۱۷)
۳۱	پچھلے اور اگلے مشرکین کا فرق۔	(۱۸)
۳۲	اسلام کا دعویٰ کرنیوالے مشرکین کی حقیقت۔	(۱۹)
۳۶	عہد نبوی کے بعض مدعیان اسلام کا کفر۔	(۲۰)
۳۹	چند اہم شبہات اور ان کا جواب۔	(۲۱)
۴۳	غیر اللہ سے مدد مانگنے کے بارے میں ایک شبہے کا جواب۔	(۲۲)
۴۵	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ایک شبہے کا جواب۔	(۲۳)
۴۶	بحث کا خاتمہ اور ایک اہم شبہے کا جواب۔	(۲۴)

Www.IslamicBooks.Website

عرض ناشر

اسلام کی نشرواشاعت کی راہ میں سب سے زیادہ جاہلی عقائد اور رسوم وعادات رکاوٹ بنیں۔ لوگ اسلام کی سادہ اور فطرت کی ترجمان تعلیمات خصوصاً توحید ورسالت پر ایمان لانے سے محض اس لئے ہچکچاتے تھے کہ ان کے آباواجداد کی من گھڑت جاہلانہ رسمیں ان کے خلاف پڑتی تھیں۔ اسلئے اسلام کی تمام باتوں کو وہ شک وشبہے کی نگاہ سے دیکھتے تھے زیر نظر کتاب میں علامہ شیخ محمد سلیمان التمیمیؒ نے انہیں جاہلی شبہات کا نہایت مدلل اور محقق رد کیا ہے۔ ان تشریحات سے توحید اور سنت کے تمام بنیادی مسائل واضح ہو جاتے ہیں اور شرک وبدعات کے پیدا کردہ تمام شکوک وشبہات دور ہو جاتے ہیں۔

ادارہ الدارالسّلفیہ نے اس کتاب کے ترجمہ تبویب اور تحقیق پر بہت محنت کر کے کتاب کو نہایت صاف ستھرے اور واضح انداز میں مرتب کر دیا ہے نیز طباعت اور تجلید پر بھی خصوصی توجہ کی ہے۔ یہ کتاب عقیدے کی اصلاح کیلئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

مختار احمد ندوی

الدارالسلفیہ ممبئی

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام انبیاء کرام نے توحید کی دعوت دی

یاد رکھو کہ صرف خدائے واحد کی عبادت کا نام توحید ہے اور یہی وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ اپنے بندوں تک پہنچایا۔

ان نبیوں میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے مبعوث فرمایا تھا تاکہ گزرے ہوئے صالحین کے سلسلہ میں آپ کی قوم جس غلو کا شکار ہو گئی تھی آپ اس کی اصلاح کریں۔ ان صلحاء میں چند کے نام یہ تھے۔ ودّ، سواع، یغوث، یعوق، نسر اور سلسلہ نبوت کی آخری کڑی حضرت محمد ﷺ ہیں آپ نے آکر ان صلحاء کے بتوں کو توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے لوگوں کے پاس نبی بنا کر بھیجا تھا جو عبادت گزار تھے حج بھی کرتے تھے، صدقہ بھی دیتے تھے اور اللہ کو کثرت سے یاد بھی کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی بعض مخلوقات کو اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ بھی بناتے تھے اور اپنے اس افعال کی توجیہ وہ اس طرح کیا کرتے تھے کہ اس سے ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا ہے۔ اور تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ان کے لیے شفاعت کر دیں ان مخلوقات میں جہاں فرشتے تھے حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام اور خدا کے دوسرے نیک بندے بھی شامل تھے وہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ

Www.IslamicBooks.Website

ان کے سامنے ان کے دادا حضرت ابراہیمؑ کے دین کی تجدید کریں اور انھیں بتائیں کہ یہ تقرب اور اس طرح کا اعتقاد صرف اور صرف خدا کا حق ہے کسی غیر کے بارے میں اس طرح کا عقیدہ رکھنا خواہ وہ کوئی نبی یا مقرب فرشتہ کیوں نہ ہو ہرگز درست نہیں چہ جائیکہ دوسروں کو یہ مقام دیا جائے۔ اس کے علاوہ جہاں تک دین کے دوسرے امور کا تعلق تھا تو وہ اس کے قائل تھے وہ مانتے تھے کہ خالق اور رازق تنہا اللہ کی ذات ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، رزق اس کے علاوہ اور کوئی نہیں دیتا، مارنے اور جلانے کا اختیار بھی تنہا اللہ ہی کو ہے۔ ساری کائنات کا انتظام اس کے ہاتھ میں ہے، آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اس کے زیر انتظام ہے، سب اس کے چاکر ہیں، اور اس کے تصرف میں ہیں۔

دنیا اللہ کی خالقیت کا اقرار کرتی تھی

اگر آپ کو اس دعوی کی دلیل چاہیے کہ وہ مشرکین جنہوں نے اللہ کے رسول سے مجادلہ کیا تھا اس کے معترف تھے تو یہ آیات قرآنی پڑھیئے۔

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (یونس. ۳۱)

ان سے پوچھو کہ کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اس نظم عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ کہو پھر تم حقیقت کے خلاف چلنے سے پرہیز کیوں نہیں کرتے؟

Www.IslamicBooks.Website

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

قُل لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَآ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَٰوَٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ قُلْ مَن بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ

(المؤمنون. ۸۴/۸۹)

"ان سے کہو کہ بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کی کہو پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے؟ ان سے پوچھو ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ۔ کہو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ان سے کہو بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات تو اللہ کے لیے ہے؟ کہو پھر کہاں سے تمہیں دھوکہ لگتا ہے"؟

عقیدۂ توحید کیلئے صرف اللہ کی خالقیت کا اقرار کافی نہیں

اب جب کہ آپ کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہ ان تمام چیزوں کا اقرار کرتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اس توحید میں داخل نہیں تھے جسے لے کر آنحضرت اس دنیا میں تشریف لائے تھے نیز یہ کہ جس توحید کے وہ انکاری تھے وہ توحید بندگی تھا جسے ہمارے زمانہ کے مشرکین "اعتقاد" سے تعبیر کرتے ہیں، اور یہ لوگ بھی بالکل انھیں کی طرح اللہ تعالیٰ کو دن رات پکارتے ہیں۔ پھر ان مشرکین میں بعض وہ لوگ تھے جو فرشتوں کو ان تقویٰ اور تقرب الٰہی کی وجہ سے پکارتے تھے تاکہ وہ ان کی شفاعت

Www.IslamicBooks.Website

کر دیں اور بعض کسی صالح بندے کو پکارتے تھے مثلاً لات کو اور بعض نبی کو پکارتے تھے مثلاً حضرت عیسیٰ کو، لیکن آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کے رسول نے ان کے اسی شرک کی بنا پر ان سے جنگیں لڑیں اور انھیں دعوت دی کہ وہ خدائے واحد کی عبادت میں اخلاص پیدا کریں جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

توحید باری تعالیٰ کا اقرار

وَأَنَّ الْمَسَـٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ اللَّهِ أَحَداً (الجن . ١٨)

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں لہذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

اور یہ کہ:

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَايَسْتَجِيْبُونَ لَهُم بِشَىْءٍ (الرعد ١٤)

اسی کو پکارنا برحق ہے۔ رہیں وہ دوسری ہستیاں جنہیں اس کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں۔

پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ نبی کریمؐ نے مشرکین سے جو جنگیں لڑیں ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ دعائیں صرف اللہ سے مانگی جائیں، جانوروں کو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے، نذریں اسی کے نام گردانی جائیں، مدد صرف اسی سے طلب کی جائے اور ہر طرح کی عبادتیں صرف اور صرف اللہ کے لیے خاص ہو جائیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ تنہا ربوبیت کا اقرار انہیں اسلام میں داخل نہیں کر سکا اور انبیاء و اولیاء اور ملائکہ سے شفاعت کی طلب اور ان تقرب کی چاہت اللہ کی نظر میں اتنا بڑا جرم ٹھہرا کہ ان کا خون اور مال سب حلال کر دیا گیا۔

Www.IslamicBooks.Website

توحید کا حقیقی مفہوم

اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ رسول خدا ﷺ نے جس توحید کی دعوت دی تھی اور جسے مشرکین نے ماننے سے انکار کر دیا تھا وہ یہی توحید تھی اور لا الہ الا اللہ کے یہی معنی تھے لیکن ان کے نزدیک الٰہ کا تصور یہ تھا کہ الٰہ وہ ذات ہے جس کا ان معاملات کو طے کرانے کے لیے سہارا لیا جاتا ہے خواہ کوئی فرشتہ ہو یا نبی اور ولی ہو یا کوئی درخت ہو یا قبر ہو یا جن ہو۔ پھر اس سے ان کا ارادہ یہ نہیں ہوتا تھا کہ یہ تمام چیزیں خالق رازق اور مدبّر بھی ہیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ تمام صفات صرف خدائے واحد کے لیے مخصوص ہیں جس کی تفصیل ہم نے پیچھے بیان کر دی ہے۔ وہ الٰہ سے وہی مطلب لیتے تھے جو ہمارے زمانہ کے مشرکین لفظ سید (سردار یا آقا) سے لیتے ہیں۔

چنانچہ اسی تصور کو مٹانے کے لئے حضرت محمدؐ تشریف لائے اور انہیں کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ کی دعوت دی اور اس سے آپ کی مراد مجرد لفظ کا زبان سے ادا کر دینا نہیں تھا بلکہ اس کے مفہوم کا دل سے اقرار تھا۔ کفار آپ کے اس مفہوم کو خوب سمجھتے کہ اس سے مراد تمام دوسرے معبودوں کو چھوڑ کر صرف خدائے واحد سے تعلق استوار کرنا ہے اور تمام دوسرے معبودوں سے براءت کا اظہار کر کے ان سے الگ ہو جانا ہے چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جب آپ نے لا الہ الا اللہ کی دعوت پیش کی تو وہ فوراً پکار اٹھے:

أَجَعَلَ الْأٰلِهَةَ إِلٰهًا وَاحِداً إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (ص.٥) کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

توحید باری تعالیٰ کا زبانی اقرار کافی نہیں اس پر دل سے یقین ضروری ہے

اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ کفار و مشرکین بھی لا الہ الا اللہ کے اس مفہوم سے آشنا تھے تو ایسے شخص پر سخت تعجب ہے جو اسلام کا دعوی تو کرتا ہے لیکن وہ ان کلمات کے صحیح مفہوم تک سے آشنا نہیں ہے (جو اسلام کی بنیاد ہیں اور جنہیں جاہل کفار بھی جانتے تھے وہ سمجھتا ہے کہ مجرّد الفاظ کا زبان سے ادا کر دینا ہی کافی ہے اور اس کے لیے قلبی ایمان واعتقاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی بہت زیادہ تیر مارتا ہے تو وہ ان کلمات کا یہ مطلب بھی لے لیتا ہے کہ تخلیق اور رزق رسانی کا کام بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے اور سارے معاملات کا منتظم کار بھی تنہا وہی ہے بھلا ایسے شخص سے کسی بھلائی کی توقع کی جاسکتی ہے جس سے زیادہ جاہل کفار بھی لا الہ کے مفہوم کو سمجھتے ہوں؟

عقیدۂ توحید کیلئے شرک کا انکار ضروری ہے

اب اس کے بعد جب کہ آپ نے ہماری باتوں کو دل کی گہرائی سے جان لیا اور یہ بھی سمجھ لیا کہ شرک باللہ ایک ایسا عظیم ترین گناہ ہے جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ إن الله لايغفر أن يشرك به (نساء ٤٨) یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کا دین صرف وہی ہے

Www.IslamicBooks.Website

جسے لے کر تمام انبیائے کرام تشریف لائے تھے اور آج لوگوں کی اکثریت اس کلمہ کے حقیقی مفہوم سے نا آشنا ہو چکی ہے۔ یہ جان لینے کے بعد آپ کے سامنے اس معاملہ کے دو پہلو واضح ہوتے ہیں۔ ایک پہلو تو اللہ کے فضل ورحمت اور اس پر خوشی کا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (یونس. ۵۸)

اے نبی کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی ہے اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔

دوسرا پہلو عظیم ترین خوف کا ہے اور وہ اس طرح کہ شرک باللہ ایک ایسا عظیم ترین گناہ ہے کہ ایک چھوٹا سا کلمہ کہہ دینے کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے چاہے وہ اس کے مضر اثرات سے لاعلم ہی کیوں نہ ہو مگر یہ لاعلمی بھی اس کے لیے عذر نہیں بن سکتی اور اس کلمہ کے ذریعہ تقرب الٰہی کی چاہت اسے مشرکین کی صف میں لا کھڑا کرتی ہے اس سلسلہ میں حضرت موسیٰؑ کی قوم کا واقعہ قابل ذکر ہے کہ باوجود اپنے علم و تقویٰ کے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس طرح کی گزارشات کرنے لگے۔

اَجْعَل لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ ءَ اٰلِهَةٌ (الاعراف. ۱۳۸)

ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنادے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

توحید کی دعوت کے مقابلے میں مخالفین کا خوف نہیں کرنا چاہئے

جب آپ کے سامنے معاملہ کا یہ پہلو آتا ہے تو یہ آپ کے خوف میں مزید اضافہ کا سبب بنتا ہے۔ پھر یہ بات بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی یہ توحید لے کر بھیجا اس کے پیچھے کچھ دشمن بھی لگا دیے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوراً (الانعام. ۱۱۲)

اور ہم نے تو اسی طرح شیطان انسانوں اور شیطان جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے جو ایک دوسرے پر خوش آئند باتیں دھوکے اور فریب کے طور پر القا کرتے رہے ہیں۔

ان میں بعض دشمن توحید ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس بے حد علم ہوتا ہے ساتھ ہی وہ کتابوں کا طومار اور دلائل کا انبار بھی رکھتے ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَٰتِ فَرِحُواْ بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ (غافر. ۸۳)

جب ان کے رسول ان کے پاس بینات لیکر آئے تو وہ اس علم میں مگن رہے جو ان کے پاس تھا۔

Www.IslamicBooks.Website

داعیانِ توحید کیلئے علم و معرفت ضروری ہے

جب آپ کو یہ سب معلوم ہو گیا اور آپ جان گئے کہ جو راستہ اللہ کی طرف لے جاتا ہے اس پر خدا کے دشمن ضرور موجود ہوتے ہیں جو اپنے علم اور دلائل کا سہارا لے کر سیدھا راستہ چلنے والوں کو بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ بھی دین کا علم حاصل کریں یہ تمہارے لیے ہتھیار کا کام دے گا۔ اور اس کے ذریعہ تم ان شیاطین سے لڑ سکو گے جن کے جدامجد نے اللہ عزوجل کے سامنے بنی نوع انسان کو بھٹکانے کی قسم کھائی تھی اور کہا تھا۔

لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ (الاعراف ۱۶/۱۷)

اچھا تو میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا۔

داعیانِ توحید کو نڈر ہونا چاہئے

اس کے باوجود جب تمہارا خدا کے دشمن سے مقابلہ ہو اور تم اس کی حجتوں کے جواب انہی دلائل و براہین سے پیش کر دو تو پھر بے فکر ہو جاؤ اور کسی طرح کا غم واندیشہ اپنے دل میں نہ لاؤ۔

إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا (النساء ۶۷)

یقین جانو کہ شیطان کی چالیں حقیقت میں نہایت کمزور ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

یاد رکھو کہ توحید کا اقرار کرنے والا ایک عام شخص مشرکین کے ہزاروں علماء پر غالب ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِنَّ جُنْدَنَالَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (الصافات. ۱۷۳) اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔

اس آیت شریفہ کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ اللہ کا سپاہی بس تلوار اور نیزوں کی جنگ میں غالب ہوگا اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ دلائل وبراہین کے میدان میں بھی وہی ظفریاب ہوگا۔

قرآن مجید میں مخالفین کے تمام شبہات کا جواب موجود ہے

اندیشہ صرف اس موحد کا ہے جو ایمان کا دعویٰ تو کر رہا ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ دلائل نہیں ہوتے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب بھیج کر ایک عظیم احسان فرمایا ہے اور اس کے ذریعہ حق کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے نیز مسلمانوں کے لیے اسے ہدایت، رحمت اور بشارت بنادیا ہے۔ اس طرح اب کوئی بھی مخالف حق جو حجت پیش کرے تو اس کا توڑ قرآن میں موجود ہے جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا يَأْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيْراً (الفرقان. ۳۳)

اور اس میں یہ مصلحت بھی ہے کہ جب کبھی وہ تمہارے سامنے کوئی نرالی بات (یا عجیب سوال) لے کر آئے اس کا ٹھیک جواب ہم نے ہر وقت تمہیں دیا اور بہترین طریقہ سے بات کھول دی۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بعض مفسرین نے لکھاہے کہ یہ آیت اہل باطل کی ہراس حجت کے لیے عام ہے جسے وہ قیامت تک پیش کریں گے۔

یہاں میں چند ان اعتراضات کا تذکرہ کروں گا جو ہمارے زمانہ کے مشرکین کیا کرتے ہیں اور جن کا جواب خود اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔ یہ جواب ہم دونوں طریقوں سے عرض کریں گے مجمل بھی اور مفصل بھی جہاں تک مجمل کا تعلق ہے تو یہ نہایت اہم چیز ہے اور اہل عقل کے لیے اس میں بڑافائدہ ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

هُوَالَّذِیٓ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ ءَايٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ وَأُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَاتَشٰبَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهِ وَمَايَعْلَمُ تَأْوِيْلَهُٓ إِلَّا اللّٰهُ (ال عمران . ۷)

وہی خداہے جس نے یہ کتاب تم پرنازل کی ہے اس کتاب میں دوطرح کی آیات ہیں ایک محکمات جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سواکوئی نہیں جانتا۔

ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے آپ نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّ

جب تم کچھ لوگوں کومتشابہات کی پیروی کرتے ہوئے دیکھو توسمجھ لوکہ یہ وہی

Www.IslamicBooks.Website

اللہ فَاحْذَرُوْهُمْ لوگ ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے لہٰذا ان سے بچ کر رہو۔

اس کی مثال اس طرح سمجھو کہ جیسے کوئی مشرک تمہارے سامنے یہ آیت پیش کرے۔

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللَّهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُونَ (یونس. ٦٢)

سنو: جو اللہ کے دوست ہیں (جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا) ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقعہ نہیں ہے۔

یہ استدلال کرے کہ شفاعت برحق ہے اور یہ کہ انبیاء کو اللہ کے یہاں کوئی مرتبہ حاصل ہے (مطلب یہ ہے کہ انبیاء کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ اللہ کی مرضی کے علی الرغم کسی کو بخشوالیں) یا اسی طرح وہ کوئی قول نبیؐ پیش کر کے اپنے باطل عقیدہ کے لیے دلیل فراہم کرے اور تم اس آیت قرآنی یا حدیث نبویؐ کا صحیح مصداق نہ سمجھ سکو تو اس کو اس طرح جواب دو کہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتا ہے وہ واضح آیات کو چھوڑ کر غیر واضح آیات کی پیروی کرتے ہیں پھر اس سے اسی انداز میں گفتگو کرو جیسا کہ ہم تم کو پیچھے بتا چکے ہیں یعنی یہ کہ اسے بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مشرکین کے بارے میں بھی یہ بتایا ہے کہ وہ خدا کی ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن اس کے باوجود انہیں کافر قرار دیا گیا اور اس

کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر ملائکہ اور انبیاء و اولیاء سے رشتہ جوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ ھؤلآء شفعاؤنا عند الله۔

یعنی یہ خدا کے یہاں ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ یہ ایک ثابت شدہ اور دوٹوک حقیقت ہے جس کے مفہوم میں کوئی تغیر نہیں کر سکتا لیکن اے مشرک شخص تو نے قرآن کی جس آیت کا حوالہ دیا ہے یا جس حدیث نبوی کو اپنے استدلال میں پیش کیا ہے گرچہ میں اس کے مفہوم سے آشنا نہیں ہوں مگر یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ نہ تو اللہ کا کلام باہم گر متناقض ہو سکتا ہے اور نہ کوئی صحیح حدیث ہی اللہ عزوجل کے کلام کی ضد ہو سکتی ہے یہ جواب نہایت شاندار اور مسکت ہے۔ لیکن اسے وہی سمجھ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے توفیق نصیب ہوئی ہو اس لیے اسے نہ سمجھ پانے والے کو حقیر مت سمجھو کیونکہ اس کی مثال تو بالکل ارشاد الٰہی کی طرح ہے۔

وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (فصلت. ۳۵)

یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں اور یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مگر ان لوگوں کو جو بڑے نصیب والے ہیں۔

جواب مفصل

رہا جواب مفصل تو اس سلسلہ میں اتنی بات سمجھ لو کہ دشمنان خدا خدا

Www.IslamicBooks.Website

کے دین پر بہت سارے اعتراضات کرتے رہتے ہیں جس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ حق پر چلنے والوں کو اس سے روک سکیں ان کے بعض اعتراضات اس طرح کے ہوتے ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے بلکہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ خالق ورزاق تنہا اللہ ہے نافع وضار بھی تنہا اسی کی ذات ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں مزید یہ کہ حضرت محمدؐ کو بھی خود اپنے سلسلہ میں نفع ونقصان کا اختیار حاصل نہیں ہے چہ جائیکہ شیخ عبدالقادرؒ اور دوسرے بزرگوں کو کچھ اختیارات حاصل ہوں لیکن پھر وہ بات کو اس طرح موڑتے ہیں کہ میں گنہگار ہوں اور نیک بندوں کو اللہ کے یہاں مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس لیے دراصل میں ان کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ ہی سے مانگتا ہوں...... اگر کوئی شخص اس طرح کا اعتراض کرے تو اس کا جواب بھی وہی دو جو ہم پیچھے بتا چکے ہیں اور وہ یہ کہ رسول خدا ﷺ نے جن لوگوں سے جنگیں لڑی تھیں وہ بھی تو اس کے اقراری تھے وہ بھی تو یہی کہتے تھے کہ ان بتوں کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے وہ تو صرف ان سے شفاعت کے طلبگار ہیں پھر ان کے سامنے کتاب الٰہی کی وہ آیات پڑھو جو اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں اور اسکی تشریح وتفسیر بیان کرو۔

منکرین کے بعض شبہات کا جواب

اس کے بعد اگر وہ اس پر یہ اعتراض کرے کہ یہ آیات تو ان لوگوں کے

Www.IslamicBooks.Website

سلسلہ میں اتری ہیں جو ان لوگوں کی عبادت کرتے تھے تم نیک بندوں سے شفاعت کی طلب کو بتوں کی پوجا سے مشابہ کیوں کر ٹھہراتے ہو یا یہ کہ تم انبیاء کو بت کیوں بنادیتے ہو تو اسکا جواب بھی تم پچھلی تفصیلات کی روشنی میں دے سکتے ہو کیونکہ جب وہ اقرار کرتا ہے کہ کفار بھی ربوبیت کو تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کے حیلہٗ اقتدار کی چیز مانتے تھے اور بتوں سے ان کے لو لگانے کا مقصد اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوتا تھا کہ وہ ان کی شفاعت کردیں۔ اسے تسلیم کرنے کے بعد اگر وہ ان کے اور اپنے فعل میں تفریق کرے تو اسے بتاؤ کہ کفار میں سے بھی بعض ایسے تھے جو بتوں کو پکارتے تھے انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ (الاسراء ۵۷)

جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کررہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جائے۔

وہ عیسیٰ ابن مریم اور ان کی ماں کو بھی پکارتے تھے۔

مَّا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ أُنظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ

مسیح ابن مریم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھے اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے اس کی ماں ایک راست باز عورت تھی اور وہ

Www.IslamicBooks.Website

الْأَيَـٰتِ ثُمَّ انْظُرْأَنَّى يُؤْفَكُونَ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَالَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّاوَلَا نَفْعاوَ اللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.
(المائدة. ۷۶/۷۵)

دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم کس طرح ان کے سامنے حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں پھر دیکھو یہ کدھر الٹے پھرے جارہے ہیں ان سے کہو کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہو جو تمہارے لیے نقصان کا اختیار رکھتا ہے نہ نفع کا؟ حالانکہ سب کے سننے والا اور سب کچھ جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰئِكَةِ أَهٰؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُواْ يَعْبُدُونَ قَالُواْ سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِمْ بَلْ كَانُواْ يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِم مُّؤْمِنُونَ
(سبأ ۴۱/۴۰)

اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے تو وہ جواب دینگے کہ پاک ہے آپ کی ذات ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان لوگوں سے دراصل یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے ان میں سے اکثر انہی پر ایمان لائے ہوئے تھے۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تونے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا

Www.IslamicBooks.Website

اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِن دُونِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَايَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَالَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمتَهُ تَعْلَمُ مَافِي نَفْسِي وَلَآ أَعْلَمُ مَافِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلّٰمُ الْغُيُوبِ (المائدة ۱۱۶)

مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنالو تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے۔ آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔

یہ آیات پیش کر کے اسے سمجھاؤ کہ دیکھو جس طرح بتوں کی پرستش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر قرار دیا۔ اسی طرح صالحین سے شفاعت طلب کرنے کی وجہ سے بھی کافر گردانے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے جہاد کیا تھا۔

مشرکین کی ایک غلط فہمی کاازالہ

اس پر اگر کوئی کہے کہ وہ کفار تو ان سے بخشش کے طلب گار ہوتے تھے لیکن ہم گواہی دیتے ہیں کہ نافذ وضار اور مدبر و منتظم خدا کے سوا اور کوئی نہیں ہے، ہم جو کچھ بھی چاہتے ہیں اسی سے چاہتے ہیں صالحین کے لیے کوئی اختیار نہیں تسلیم کرتے ہم تو صرف ان کے ذریعہ سے اللہ سے شفاعت کے طلب گار ہوتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارا یہ قول بھی بالکل کفار کے قول کی طرح ہے

Www.IslamicBooks.Website

اور بطور دلیل تم قرآن مجید کی یہ آیات پڑھ سکتے ہو۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ أَوْلِيَاءَ مَانَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا إِلَى اللَّهِ زُلْفٰى (الزمر. ۳)

رہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (وہ اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ (یونس ۱۸)

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

یہ بات واضح رہے کہ یہی تین اعتراضات ان کے نزدیک سب سے زیادہ اہم ہیں لیکن جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ ان تینوں کے جوابات تو خود کتاب الٰہی میں موجود ہیں اور آپ نے اسے اچھی طرح سمجھ لیا تو بقیہ اعتراضات کے جواب نہایت آسان ہیں۔

اگر وہ کہے کہ میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتا۔ یہ التجا تو محض ایک پکار ہے جو کسی طرح عبادت نہیں ہو سکتی۔ تو اسے جواب دو کہ تم اقرار کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر صرف اپنی عبادت فرض کی ہے اگر اس کا جواب وہ اثبات میں دے تو اس سے پوچھو کہ کیا تم اس کی اہمیت سے واقف ہو اس کا مطلب عبادت کو اللہ کے لیے خالص کرنا ہے یہ اللہ کا تمہارے اوپر حق ہے لیکن تم عبادت کی اہمیت اور اس کی نوعیت سے ناواقف ہو پھر اس کی وضاحت تم اس آیت کریمہ سے کرو۔

Www.IslamicBooks.Website

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ. (الاعراف ۵۵)

اپنے رب کو پکارو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے یقیناً وہ حد سے گزر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر جب تم اسے بتا چکو تو اس سے پوچھو کہ جس طرح تم دعا کرتے ہو کیا تم اسے خدا کی صحیح عبادت سمجھتے ہو وہ ضرور جواب دے گا کیوں نہیں اور دعا تو عبادت کا مغز ہے۔ اس پر تم اسے بتاؤ کہ جب تم اسے عبادت تسلیم کرتے ہو اور شب و روز خوف و طمع کی حالت میں اللہ کو یاد بھی کرتے ہو اور اسی ضرورت کے لیے اولیاء اور انبیاء کو بھی پکارتے ہو تو کیا اس طرح تم اللہ کی عبادت میں غیر کو شریک نہیں کرتے ہو؟ اس پر بھی وہ ضرور ہاں کہے گا پھر تم اسے مزید سمجھاؤ کہ جب تم اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کو پڑھتے ہو پھر اس پر عمل کرتے ہوئے اس کی اطاعت کرتے ہو۔ تو کیا اس پر عمل کر کے تم خدا کی عبادت نہیں کرتے؟ وہ ضرور کہے گا کیوں نہیں۔ اب اس سے پوچھو کہ فرض کرو اگر تم نے یہ قربانی کسی مخلوق کے نام سے کی ہوتی مثلاً کسی نبی یا جن کے نام سے تو کیا یہ عمل کر کے تم اللہ کی عبادت میں شرک کے مرتکب نہ ہوئے۔ اب تم اس سے پوچھو کہ مشرکین کا شرک اور کیا تھا وہ بھی تو یہی کرتے تھے کہ غیر کو حاجت کے لیے پکارتے تھے، انہیں کے نام پر ذبح کرتے اور انہیں کی پناہ ڈھونڈتے تھے اور اسی طرح کی دوسری چیزیں کرتے تھے ورنہ جہاں تک اللہ کو غالب اور قاہر ماننے کی بات ہے تو وہ اس کے قائل تھے بلکہ وہ تو یہ بھی کہتے تھے کہ سارے معاملات کا منتظم کار بھی تنہا اللہ کی ذات ہے۔ ان کا جرم یہی تو تھا کہ وہ انبیاء اور اولیاء سے شفاعت کے طلب گار تھے۔

Www.IslamicBooks.Website

انبیاء کرام کی شفاعت کے بارے میں بعض شبہات کا جواب

اس پر اگر وہ کہے کہ کیا تم سرور کائنات کی شفاعت کا انکار کرتے ہو اور اسے غلط سمجھتے ہو تو اسے بتاؤ کہ ہم نہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے منکر ہیں اور نہ ہی اسے غلط سمجھتے ہیں ہم تو انہیں شافع و مشفع مانتے ہیں اور آپ کی شفاعت کے امیدوار بھی ہیں البتہ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ شفاعت کا پورا اختیار تنہا اللہ کو حاصل ہے جیسا کہ وہ خود ہی فرماتا ہے قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعاً (الزمر. ٤٤)

"کہو شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے"۔

اور یہ شفاعت بھی آپ اس وقت کریں گے جب اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اجازت دے گا چنانچہ فرمایا مَنْ ذَالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِه کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرسکے؟ اور کسی شخص کے بارے میں سفارش کی اجازت بھی اللہ تعالیٰ اسی وقت دیگا جب وہ اس سے خوش ہو۔ وہ خود فرماتا ہے۔ وَلَايَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى (انبیاء ۲۸) وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے (بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سوائے موحد کے اور کسی سے راضی بھی نہیں ہو سکتا چنانچہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران ۸۵) اور اس اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے تو اس کا وہ طریقہ ہر گز قبول نہ کیا جائے گا۔

Www.IslamicBooks.Website

شفاعت کی حقیقت پر تفصیلی بحث

پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ شفاعت کا پورا اختیار تنہا اللہ ہی کو حاصل ہے اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت نہیں ہو سکے گی اور نبی ﷺ خود کسی کے بارے میں اس وقت تک سفارش نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اجازت نہ دے دے گا اور اللہ تعالیٰ اجازت بھی صرف اہل توحید کے حق میں دے گا...... اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کے اختیار کی چیز ہے، اس لیے شفاعت اسی سے طلب کرو اور دعا اسی سے مانگو کہ اللھم لاتحرمنی شفاعته (اے اللہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ کر) اور یہ کہ اللھم شفعه فی (اے اللہ حضرت محمد ﷺ کو ہمارے سلسلہ میں شفاعت کا اختیار دے) وغیرہ وغیرہ۔

پھر اگر وہ کہے کہ حضرت محمد ﷺ کو تو شفاعت کا اختیار پہلے ہی عطا کر دیا گیا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ سے وہ چیز کیوں نہ مانگیں جو اس نے آپ کو عطا کر دی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں بیشک وہ عطا کر چکا ہے مگر تمہیں منع بھی تو کر دیا ہے۔ دیکھو وہ فرماتا ہے: فَلَاتَدْعُوا مَعَ اللّٰہِ اَحَداً (جن ۱۸) "اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو"۔ اب اگر تمہاری یہ خواہش ہے کہ اللہ کا نبی تمہاری شفاعت کرے تو اللہ کے قول فَلَاتَدْعُوا مَعَ اللّٰہِ اَحَداً پر عمل کرو۔

اس کے علاوہ شفاعت حضرت محمد ﷺ کے سوا دوسرے نیک بندوں کے لیے بھی تو ثابت ہے صحیح حدیث میں آتا ہے کہ انبیاء ملائکہ اور دوسرے نیک بندے بھی شفاعت کریں گے۔

اب اگر یہ تم مانتے ہو کہ حضرت محمد ﷺ کو شفاعت کے لیے پکارنا

Www.IslamicBooks.Website

چاہیے تو پھر ان سے بھی مانگنا شروع کرو کیوں کہ اختیار تو انہیں بھی اللہ تعالیٰ دے چکا ہے لیکن سوچ لو کہ پھر وہی عبادت صالحین والی ہو جائے گی جسے پیچھے قرآنی دلائل سے باطل ہونا ثابت کیا جا چکا ہے اور اگر تم دوسروں سے شفاعت کی طلب کو جائز نہیں سمجھتے تو تمہاری بات ہی لغو ہو جائے گی کیونکہ پھر اس پر سوال پیدا ہو گا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے شفاعت کرنے کا اختیار دے دیا ہے ہم ان سب سے شفاعت کیوں نہ طلب کریں۔؟

اب اگر کوئی یہ کہے کہ حاشا وکلا ہم اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے اور یہ صلحاء سے شفاعت کی طلب معاذاللہ شرک کیوں کر ہے؟ تو اسے بتاؤ کہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شرک کو حرام قرار دیا ہے اور اسے زنا سے بھی بڑھا ہوا گناہ بتایا ہے چنانچہ اس کے بارے میں یہاں تک کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور تمام گناہوں کو تو معاف کر سکتا ہے لیکن شرک کو معاف نہیں فرمائے گا۔ اب بتاؤ کہ یہ شرک آخر اتنا عظیم جرم کیوں کر ہے جس کے مرتکب کی کبھی مغفرت نہ ہو سکے گی تو یقیناً آپ کا مخاطب آپ کو اس کی علت نہ بتا سکے گا۔ پھر اس سے پوچھئے کہ جب تم اس شرک ہی سے ناواقف ہو تو خود کو اس کا ارتکاب کرنے سے کیوں کر بچا سکتے ہو؟ تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کیوں حرام کیا ہے جب کہ اس کی سنگینی کا یہ عالم ہے کہ اس کا مرتکب کبھی بخشا نہ جا سکے گا۔ اور بڑے معاملہ میں تمہارا تساہل اس قدر ہے کہ نہ تم خود اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو اور نہ ہی کسی جاننے والے سے کچھ پوچھتے ہو...... کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام تو کر دیا ہے مگر اس کی وضاحت نہیں کی ہے؟۔

Www.IslamicBooks.Website

مشرکین کے بعض شبہات کا جواب

اگر وہ یہ کہے کہ شرک تو بتوں کی پوجا کو کہتے ہیں اور ہم بتوں کو نہیں پوجتے تو اس سے پوچھو کہ ان کو پوجنے سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لکڑیوں اور پتھروں کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ خالق ورزاق اور مدبر و منتظم ہیں؟ اگر تم یہ سمجھتے ہو تو قرآن اس کی تکذیب کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اور اگر وہ کہے کہ لکڑیوں پتھروں اور قبروں کی طرف جانے سے ہماری مراد اس سے نسبت رکھنے والوں کو پکارنا ہے اور ہم دراصل انہیں نسبت رکھنے والوں کو پکارتے ہیں انہیں سے دعائیں کرتے ہیں اور انہیں کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے قریب کردیں ان کی برکت سے ہماری مصیبتیں ختم ہوجائیں اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بابرکت بنادے۔ اس پر تم اس سے کہو کہ ہاں تم سچ کہتے ہو یقیناً تمہارے اندر پتھروں اور قبروں کو پوجا کرتے ہوئے یہی جذبہ کار فرما ہوتا ہے اور تمہارا یہ فعل بتوں کی پوجا کے درجے میں آتا ہے۔

اس سوال کا ایک دوسرا جواب اس طرح سے بھی دیا جاسکتا ہے کہ تم اس سے پوچھو کہ تمہارا یہ کہنا شرک بتوں کی پوجا کا نام ہے کیا اس سے تمہاری مراد یہ ہے کہ شرک صرف اسی کے ساتھ مخصوص ہے اور صالحین پر تکیہ کرنا، ان سے دعائیں مانگنا شرک میں داخل نہیں ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو کتاب الٰہی اس کی تردید کرتی ہے کیوں کہ اس نے ان لوگوں

Www.IslamicBooks.Website

کی تکفیر کی ہے جو فرشتوں سے حضرت عیسیٰؑ سے اور دوسرے نیک بندوں سے اپنا تعلق جوڑتے تھے اس طرح وہ آپ کی اس بات سے ضرور اتفاق کرے گا کہ جس نے خدا کی بندگی میں کسی دوسرے نیک بندے کو شریک کیا تو اس نے شرک کیا اور یہ قرآن سے ثابت ہے اب جب وہ اس کا اقرار کرلیتا ہے تو گویا آپ مسئلہ کی گرہ کھولنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

پھر اس کے بعد جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تو اس سے پوچھیئے کہ آخر شرک باللہ کیا چیز ہے؟ اگر وہ کہے کہ شرک باللہ بتوں کی پوجا کا نام ہے تو اس سے پوچھیئے کہ بتوں کی پوجا کا کیا مطلب ہے؟ اگر وہ کہے کہ ہم تنہا خدا کی عبادت کرتے ہیں تو اس سے پوچھیئے کہ تنہا خدا کی عبادت سے تمہاری کیا مراد ہے اگر وہ تنہا خدا کی عبادت کا مطلب وہی بتائے جو قرآن میں ہے۔ تو گویا تم کامیاب ہو گئے لیکن اگر وہ اپنی لاعلمی کا اظہار کرتا ہے تو اس سے پوچھیئے کہ بغیر جانے وہ کوئی بات کیوں کہتا ہے؟ اور اگر وہ قرآن کے مفہوم سے ہٹ کر کوئی مفہوم بتاتا ہے تو آپ سے واضح آیات کے ذریعہ شرک باللہ اور بتوں کی عبادت کا مفہوم سمجھایئے اور کہیئے کہ یہ دونوں چیزیں ایک ہی ہیں اور لوگ آج بھی انہی کا ارتکاب کرتے ہیں تنہا خدا کی عبادت اور اسکے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ کرنا یہی وہ چیزیں ہیں جس کا یہ لوگ انکار کر رہے ہیں اور زبان حال سے یہ بھی وہی کہہ رہے ہیں۔ جو ان کے اسلاف کہا کرتے تھے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (ص. ۵) کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اب تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہمارے زمانہ کے مشرکین جس چیز کو "اعتقاد" کا نام دیتے ہیں یہ ٹھیک وہی چیز ہے جس کی تردید کے لیے قرآن نازل ہوا تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر لوگوں سے جہاد کیا تھا یقین جانو کہ پہلے زمانے کے مشرکین کا شرک آج کے مشرکین کے شرک سے نسبتاً دو وجہوں کی بناء پر ہلکا ہے۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ پہلے زمانہ کے مشرکین صرف فراخی کی حالت میں شرک کرتے تھے اور اولیاء وملائکہ اور بتوں کو پکارتے تھے لیکن مصیبت کے وقت وہ صرف اللہ ہی کو پکارا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الْضُرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّآ إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنسٰنُ كَفُوراً. (الأسراء ٦٧)

جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم منہ موڑ جاتے ہو۔ انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔

قُلْ أَرَءَ يْتَكُم إِنْ أَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ أَوْأَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صٰدِقِينَ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَاتُشْرِكُونَ. (الانعام. ٤١/٤٠)

ان سے کہو ذرا غور کر کے بتاؤ اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے بڑی مصیبت آجاتی ہے یا آخری گھڑی آ پہنچتی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ بولو اگر تم سچے ہو اس وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے

Www.IslamicBooks.Website

ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَٰنَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُۥ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُۥ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِىَ مَا كَانَ يَدْعُوٓا۟ إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِۦ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَٰبِ النَّارِ (الزمر. ۸)

انسان پر جب کوئی آفت آتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے پھر جب اس کا رب اسے اپنی نعمت سے نواز دیتا ہے تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس پر وہ پہلے پکار رہا تھا اور دوسروں کو اللہ کا ہمسر ٹھہراتا ہے تاکہ اس کی راہ سے گمراہ کرے (اے نبی) اس سے کہو کہ تھوڑے دن اپنے کفر سے لطف اٹھالے یقیناً تو دوزخ میں جانے والا ہے۔

وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا۟ اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ (لقمان. ۳۲)

اور جب سمندر میں ان لوگوں پر ایک موج سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہے تو یہ اللہ کو پکارتے ہیں اپنے دین کو بالکل اس کے لیے خالص کر کے۔

پچھلے اور اگلے مشرکین کا فرق

یہ آیات جو کتاب الٰہی میں مذکور ہیں ان کے سمجھ لینے کے بعد یہ حقیقت بالکل واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ جن مشرکین سے اللہ کے رسولؐ نے جہاد کیا تھا ان کا قصور یہی تھا کہ وہ نارمل اور موافق حالات میں خدائے واحد

Www.IslamicBooks.Website

کو اس طرح نہیں پکارتے تھے جس طرح مشکل حالات میں اور سخت مواقع پر پکارا کرتے تھے اور اپنے دوسرے معبود ان کو یکسر خاموش کر دیا کرتے تھے۔ اس سے وہ فرق بھی واضح ہو جاتا ہے جو پہلے زمانہ کے مشرکین اور آج کے مشرکین میں ہے لیکن کون ہے جو اس حقیقت کا اچھی طرح ادراک کر سکتا ہے؟۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلے زمانہ کے مشرکین اللہ کے ساتھ صرف ان لوگوں کو پکارتے تھے جو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہوتے تھے مثال کے طور پر انبیاء کو یا ملائکہ کو یا پھر وہ ان بے جان چیزوں کو پوجا کرتے تھے جو کم از کم اللہ کے مطیع تھے اور اس کی نافرمانی نہیں کر سکتے تھے مثال کے طور پر اشجار و احجار کو...... لیکن ہمارے زمانہ کے مشرکین اللہ کے ساتھ ایسے لوگوں کو شریک کرتے ہیں جن کی طرف کھلے عام برائیوں اور بدکاریوں کی نسبت کی جاتی ہے مثلاً زنا، چوری اور ترک نماز وغیرہ...... ظاہر ہے کہ ان لوگوں کا جرم جو صالحین پر اعتقاد رکھتے ہیں یا ایسی چیزوں کو پکارتے ہیں جو خدائے عزوجل کی نافرمان نہیں ہیں ان لوگوں کے جرم سے کہیں ہلکا ہے جو فساق وفجار کو خدا کے ساتھ شریک کرتے تھے۔

اسلام کا دعویٰ کرنے والے مشرکین کی حقیقت

جب تم اس حقیقت کو اچھی طرح جان گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں سے جہاد کیا تھا وہ اس زمانہ کے مشرکین سے زیادہ عقل مند تھے اور ان کا شرک بھی ان کے شرک سے کہیں ہلکا ہے تو اس اعتراض پر بھی ایک نظر

ڈال لو جسے یہ لوگ ہمارے جواب میں پیش کرتے ہیں اور یہی ان کا سب سے بڑا اعتراض ہے اس لیے اسے سننے کے لیے اچھی طرح تیار ہو جاؤ۔

ان کا سوال یہ ہے کہ جن لوگوں میں قرآن مجید نازل ہوا ان کا جرم یہ تھا کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہیں کرتے تھے، رسول اللہ کی تکذیب کرتے تھے، بعث بعد الموت کا انکار کرتے تھے قرآن کو رد کرتے تھے اور اسے جادو قرار دیتے تھے جب کہ ہم لا الہ الا اللہ کی گواہی بھی دیتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا رسول بھی مانتے ہیں، بعث بعد الموت پر بھی یقین رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں پھر تم ہمیں ان کفار سے مشابہ کیوں کر قرار دیتے ہو جو بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص ایک حکم میں تو اللہ کے رسول کی بات مانے لیکن دوسری چیز میں ان کی تکذیب کرے وہ جمہور علماء کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہے اور یہی مثال اس شخص کی بھی ہے جو قرآن کے بعض حصوں پر تو ایمان لائے اور بعض کا انکار کردے توحید پر تو ایمان رکھے اور فریضہ نماز سے انکار کردے یا نماز اور توحید کا تو اقرار کرے۔ لیکن زکوٰۃ دینے سے انکار کردے یا نماز توحید اور زکوٰۃ کا تو اقرار کرے مگر روزہ رکھنے سے انکار کردے یا ان تمام کا تو اقرار کرے مگر فریضۂ حج کا منکر ہو۔ ایسا شخص علماء کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب نبی کریم کے زمانہ میں بعض لوگوں نے فریضہ حج کو ادا کرنے میں حیل وحجت سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

Www.IslamicBooks.Website

وَلِلّٰهِ عَلَى النَاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰه غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ. (آل عمران ۹۷)

"لوگو پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہونچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دنیا والوں سے بے نیاز ہے"

اسی طرح اس شخص کی بھی مثال ہے جو تمام فرائض کا اقرار کرے لیکن بعث بعد الموت کو برحق نہ مانے وہ بھی علماء کے نزدیک کافر ہے اور اس کی جان و مال سب حلال ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا (النساء ۱۵۰. ۱۵۱)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے اور کفر و ایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سب پکے کافر ہیں اور اللہ نے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنی کتاب میں اس بات کی صراحت کردی ہے کہ جو قرآن مجید کے بعض حصوں پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کرے تو ایسا شخص پکا کافر ہے اس وضاحت کے بعد وہ سوال آپ سے آپ ختم ہو جاتا ہے جو ہمارے جواب پر اٹھایا گیا تھا...... یہ سوال جس کا تذکرہ

Www.IslamicBooks.Website

ابھی ہم نے اوپر کیا ہے دراصل اہل احساء[1] کے کسی فرد نے اپنی کتاب میں کیا ہے جسے انہوں نے ہمارے پاس بھیجا تھا۔

پھر ایسے سائل سے یہ بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ جب تم خود ہی اقرار کرتے ہو کہ ایسا شخص جو چاہے رسول اللہ ﷺ کی ہر بات مانتا ہو اگر وہ تارک نماز ہے اور نماز کو فرض نہیں مانتا تو وہ کافر ہے اور جمہور علماء بھی ایسے شخص کے بارے میں یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ وہ کافر ہے اور اس کا جان و مال سب حلال ہے اور اسی طرح چاہے وہ تمام فرائض کا اقرار کرتا ہو لیکن صرف بعث بعد الموت کو برحق نہیں سمجھتا تب بھی اس پر وہی حکم نافذ ہو گیا اسی طرح اگر وہ رمضان کے روزوں کا انکاری ہے تب بھی اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا چاہے وہ اس کے علاوہ سب چیزوں کو مانتا ہو یا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ قرآن سے اس کی صراحت ہوتی ہے جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

پھر ہمیں معلوم ہے کہ سب سے بڑا فریضہ جسے لے کر حضرت محمد ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے تھے وہ فریضۂ توحید تھا یہ فریضہ نماز، روزہ، حج اور زکوۃ تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان اگر ان فرائض کا انکار کرے تو وہ کافر ہو جائے اور اگر وہ فریضۂ توحید کا انکار کرے جو دین کی اساس ہے تو اسے کافر نہ سمجھا جائے اگر ایسا ہو تو یہ اس کائنات کی سب سے بڑی حماقت ہو گی۔

---

[1] یہ سعودی عرب کے مشرقی صوبے کا ایک اہم زراعتی شہر ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

عہد نبوی کے بعض مدعیان اسلام کا کفر

اس کا ایک جواب اور بھی دیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ اصحاب نبی ﷺ نے بنو حذیفہ سے جہاد کیا تھا باوجود اس کے کہ وہ مسلمان تھے اور کلمۂ توحید کا اقرار کرتے تھے، اذانیں دیتے تھے اور نمازیں پڑھتے تھے اس پر اگر کوئی کہے کہ وہ مسیلمہ کذاب کو نبی بھی تو تسلیم کر چکے تھے تو ہم جواب دیں گے کہ تب تو تم ہماری بات کے قائل ہو گئے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی انسان کو نبی کا درجہ دیتا ہے تو یہ اتنا بڑا جرم ہوتا ہیکہ اسے کافر قرار دیا جاتا ہے اور اس کا جان و مال سب حلال ہو جاتا ہے شہادتیں اور نماز بھی اسے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے اور اس شخص کا کیا حال ہو گا جو شمسان (۱) یوسف یا کسی صحابی اور نبی کو آسمان وزمین کے مالک کے ہم رتبہ قرار دے دے جبکہ وہ اس سے پاک ہے اس کا رتبہ نہایت عظیم الشان ہے۔

كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (الروم. ۵۹) اسی طرح ٹھپہ لگا دیتا ہے اللہ ان لوگوں کے دلوں پر جو بے علم ہیں۔

ایک جواب یہ بھی دیا جا سکتا ہے کہ حضرت علیؓ نے جن لوگوں کو آگ میں جلائے جانے کی سزا دی تھی وہ بھی تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور حضرت علیؓ کے مرید تھے انہوں نے صحابہ کرام سے علم بھی حاصل کیا تھا لیکن انہوں نے بھی حضرت علیؓ کے سلسلہ میں ویسا ہی اعتقاد جما لیا تھا جیسا کہ لوگ آج یوسف شمسان اور تاج وغیرہ پر اعتقاد رکھتے ہیں اس کے باوجود صحابہ کرامؓ نے کیسے ان کے قتل پر اتفاق کر لیا تھا؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ صحابہ کرامؓ مسلمانوں کی تکفیر کیا کرتے؟ یا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ حضرت علیؓ پر تو اعتقاد رکھنا کفر ہے اور تاج وغیرہ پر اعتقاد جمانے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

---

۱ شمسان یوسف اور تاج یہ ان لوگوں کے نام ہیں جنہیں اللہ کے ساتھ شریک کیا جاتا تھا اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش ہوتی تھی جیسے مصر میں بدوی وسوتی اور اور متبولی اور دمشق میں ابن عربی کی ہوتی تھی۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک جواب یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ بنو عبید الفلاح جو عباسی دور حکومت میں پورے مغرب اور مصر کے مالک تھے وہ بھی لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتے تھے۔ اسلام کے دعویدار تھے جمعہ وجماعت کا اہتمام کرتے تھے لیکن جب ان کی جانب سے شریعت کے بعض متفق علیہ مسائل میں انحراف ظاہر ہوا تو علماء اسلام نے متفقہ طور پر ان کی تکفیر کی ان سے جہاد کا فتویٰ دیا اور ان کے شہروں کو دار الحرب قرار دیا چنانچہ مسلمانوں نے ان سے جہاد کیا اور ان کے قبضہ سے ان تمام شہروں کو نکال لیا جن میں مسلمان رہتے تھے۔

ایک جواب یہ بھی ہے کہ اگر صدر اول کے مشرکین کی تکفیر کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ شرک کرتے تھے رسول اور قرآن کی تکذیب کرتے تھے اور بعث بعد الموت کا انکار کرتے تھے تو فقہ کی اس بات کا کیا مفہوم ہوگا جو مرتد کی سزا سے متعلق ہے؟ اور جس کا تذکرہ ہر مسلک کی فقہ کے اندر ہے؟ مرتد کس کو کہتے ہیں؟ اس مسلمان کو جو اسلام لانے کے بعد کفر کرے فقہاء نے اس کی مختلف قسمیں بتائی ہیں اور ہر قسم کے مرتد کافر ہیں ان کی جان اور مال حلال ہے یہاں تک کہ بعض معمولی باتوں پر بھی آدمی مرتد ہو جاتا ہے مثلاً صرف ایک کلمہ کہہ دینے سے جسے چاہے وہ خالی زبان سے کہے اور دل میں اس کا شائبہ بھی نہ ہو یا چاہے از راہ مذاق ہی کوئی کفریہ جملہ بک دے تب بھی وہ کافر ہو جاتا ہے۔

ایک جواب یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی کہ:

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ (التوبة ۷۴)

یہ لوگ خدا کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے وہ بات نہیں کہی حالانکہ انہوں نے ضرور وہ کافرانہ بات کہی ہے (۱)

۱؎ وہ بات کیا تھی جس کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے؟ اس کے متعلق ہم تک کوئی یقینی معلومات نہیں پہونچی ہیں البتہ روایات میں متعدد ایسی کافرانہ باتوں کا ذکر آیا ہے جو اس زمانہ میں منافقین ←

Www.IslamicBooks.Website

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تکفیر کیوں کر رہا ہے جب کہ وہ حضرت محمدؐ کے ہم عصر تھے آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے، زکوٰۃ دیتے تھے، حج کرتے تھے، پھر ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

قُلْ أَبِاللَّهِ وَءَايَـٰتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَـٰنِكُمْ . (التوبة: ٦٥-٦٦)

(اے نبی ان سے کہو کیا تمہاری ہنسی دلگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ تھی؟ اب عذرات نہ تراشو، تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔

یہ صراحت جن لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو غزوۂ تبوک میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے اور یہ کلمات جن کا ذکر ان آیات میں ہے وہ انہوں نے از راہ مذاق کہے تھے۔

ان کے بعد تم ان کے اس اعتراض پر بھی ایک نظر ڈال لو جسے یہ اکثر اُٹھاتے

← نے کی تھیں۔ مثلاً ایک منافق نے ایک مسلمان نوجوان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ "اگر واقعی وہ سب کچھ برحق ہے جو یہ شخص (یعنی نبی علیہ السلام) پیش کرتا ہے تو ہم سب گدھوں سے بدتر ہیں" ایک روایت میں ہے کہ تبوک کے سفر میں ایک جگہ نبی کی اونٹنی گم ہوگئی اس وقت منافقوں کے ایک گروہ نے اپنی مجلس میں بیٹھ کر خوب مذاق اُڑایا اور آپس میں کہا کہ "یہ حضرت آسمان کی خبریں تو سناتے ہیں مگر ان کو اپنی اونٹنی کی کچھ خبر نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ "غزوۂ تبوک" کے زمانے میں منافقین اکثر اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر نبی علیہ السلام اور مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے تھے اور اپنی تضحیک سے ان لوگوں کی ہمتیں پست کرنے کی کوشش کرتے تھے جنہیں وہ نیک نیتی کے ساتھ آمادہ جہاد پاتے۔ چنانچہ روایات میں ان لوگوں کے بہت سے اقوال نقل ہوئے ہیں مثلاً ایک محفل میں چند منافق بیٹھے گپ لڑا رہے تھے ایک نے کہا "اجی رومیوں کو بھی تم نے کچھ عربوں کی طرح سمجھ رکھا ہے؟ کل دیکھ لینا یہ سب سورما جو لڑنے تشریف لائے ہیں رسیوں میں بندھے ہوئے ہوں گے"۔ دوسرا بولا مزا ہو جو اوپر سے سو سو کوڑے لگانے کا حکم ہو جائے"۔ ایک اور منافق نے حضور کو جنگ کی سرگرم تیاریاں کرتے دیکھ کر کہا "آپ کو دیکھیے آپ روم اور شام کے قلعے فتح کرنے چلے ہیں"۔ (منقول از تفہیم القرآن)

Www.IslamicBooks.Website

ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم کو ایسے لوگوں کی تکفیر کرنے کا کیا حق ہے جو کلمہ توحید کے اقراری ہیں اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرتے ہیں؟ اس کے بعد اس کے جواب پر بھی غور کرو یہی جواب دراصل ان صفحات میں تمہارے لیے سب سے زیادہ مفید ہے۔

وہ اپنے استدلال میں قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں جسے قرآن نے بنی اسرائیل کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور یہ کہ اسلام لانے اور علم و تقویٰ سے متصف ہونے کے باوجود بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے مطالبہ کیا تھا اِجْعَلْ لَنَا اِلٰھًا كَمَا لَھُمْ آلِھَۃ (اعراف ۲۸) "اے موسیٰ ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معجزہ بنادے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔" یا اسی طرح صحابہ کرام میں سے بعض افراد نے آنحضرت سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اِجْعَلْ لَنَا ذَات أنواط تو اللہ کے رسول نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ تمہارا یہ مطالبہ بالکل بنی اسرائیل کے مطالبہ اِجْعَل لَنَا اِلٰھًا كَمَا لَھُم آلِھَۃ سے ملتا جلتا ہے۔

ان دونوں واقعات سے مشرکین یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس طرح کی باتیں کہنے سے نہ تو بنی اسرائیل کافر قرار دیے گئے اور نہ ہی وہ اصحاب نبیؐ کافر ہوئے جنہوں نے حضرت نبی کریمؐ سے اس طرح کا مطالبہ کیا تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے کہا تو بیشک تھا مگر اس پر عمل نہیں کیا تھا اور اگر وہ اس پر عمل کرتے تو یقیناً وہ کافر قرار دے دیے جاتے اسی طرح اگر اصحاب نبیؐ آپ کے منع کرنے کے باوجود ایسی حرکت کرتے تو ضرور کافر ہو جاتے اس طرح یہ سوال صاف ظاہر ہے لیکن اس کے ساتھ ان قصوں سے چند مفید باتیں بھی معلوم ہوتی ہیں (جن کا سمجھ لینا بہت مفید ہے)۔

چند اہم شبہات اور ان کا جواب

اس میں سب سے پہلی بات تو یہ کہ کبھی کبھی ایک مسلمان بلکہ ایک پوری

Www.IslamicBooks.Website

جماعت شرک میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اس سے نکلنے کا کوئی راستہ ان کو نظر نہیں آتا اس لیے شرک سے واقفیت ضروری ہے تاکہ ایسے مواقع سے بچا سکے اور اگر کوئی جاہل یہ کہتا ہے کہ ہم نے شرک کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے تو یہ اس کی سب سے بڑی جہالت ہے بلکہ ایک طرح سے یہ شیطان کا پھندہ بھی ہے۔

دوسری بات ان قصص سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک مسلمان اگر ناواقفیت کی بنا پر کلمۂ کفر اپنی زبان پر لے آنے اور پھر اس سے متنبہ ہو جانے کے بعد فوراً توبہ کر لے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا جیسا کہ بنی اسرائیل اور وہ اصحاب نبی جنہوں نے ایک شرکیہ مطالبہ کیا تھا مگر وہ کافر نہیں سمجھے گئے۔

تیسری بات ان قصص سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کے بعد اگرچہ وہ کافر نہیں ہو جاتا لیکن اس کی وہ بات نہایت غلیظ ہوتی ہے جیسا کہ نبی کریمؐ نے ان کے مطالبہ کے جواب میں اس کی شدت کا اظہار فرمایا تھا۔

ایک اور شبہ جسے لوگ پیش کرتے ہیں یہ ہے کہ جب حضرت اُسامہؓ نے جنگ کی حالت میں ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کو قتل کر دیا تھا تو آپ نے اس پر سخت برہمی کا اظہار فرمایا تھا اور کہا تھا کہ اَقْتَلْتَهٗ بَعْدَ مَاقَالَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کیا تم نے اسے قتل کر دیا جبکہ اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا تھا؟ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ أمرت أن أقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں تا آنکہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں۔ اس کے علاوہ بھی دوسری احادیث ملتی ہیں جن میں ایک مسلمان کو لا الہ الا اللہ کہنے والے سے جنگ کی ممانعت آتی ہے۔ اور یہ نادان اس کا مفہوم یہ لیتے ہیں کہ اس کا کہنے والا نہ تو کافر ہوتا ہے اور نہ ہی اسے قتل کیا جا سکتا ہے چاہے وہ جو کچھ کرتا رہے۔

ان نادانوں کو اس کا جواب اس طرح دیا جائے گا کہ دیکھو نبی کریم ﷺ نے یہود سے جہاد کیا ہے اور انہیں اپنا قیدی بھی بنایا ہے جب کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار

Www.IslamicBooks.Website

بھی کرتے تھے اور اصحاب نبیؐ نے بنو حنیفہ سے جہاد کیا تھا باوجود اس کے کہ وہ لاالہ الااللہ کے قائل تھے اور محمد رسول اللہ کا بھی اقرار کرتے تھے۔ نمازیں بھی پڑھتے اور اسلام کے دعویدار بھی تھے اور اسی طرح حضرت علیؓ نے بھی کچھ لوگوں کو آگ میں جلائے جانے کی سزادی تھی جب کہ وہ سب بھی لاالہ الااللہ کے قائل تھے...... پھر یہ نادان اس کا تو اقرار کرتے ہیں کہ جس نے بعث بعد الموت کا انکار کیا اس نے کفر کیا اور اس سے جنگ جائز ہے خواہ وہ لاالہ الااللہ کا اقرار ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب فروع میں اتنی سختی ہے تو اس توحید میں کتنی سختی ہوگی جو دین کی اساس ہے صحیح بات تو یہ ہے کہ انہوں نے ان حدیثوں کا مطلب ہی نہیں سمجھا ہے۔

جہاں تک حدیث اسامہؓ کا تعلق ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس نے اسلام کا دعویٰ محض اپنی جان ومال کی حفاظت کے لیے کیا تھا جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ کسی آدمی کے بارے میں اگر اس کا مسلمان ہونا معلوم ہو جائے تو اس سے اپنا ہاتھ روک لینا چاہیے تا آنکہ اس کی جانب سے مخالف شریعت کوئی بات ظاہر نہ ہو جائے اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ فَتَبَيَّنُواْ وَلَا تَقُولُواْ لِمَنۡ أَلۡقَىٰٓ إِلَيۡكُمُ ٱلسَّلَٰمَ لَسۡتَ مُؤۡمِنٗا (النساء. ٩٤)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو دوست دشمن میں تمیز کرو اور جو تمہاری طرف سلام سے تقدیم کرے اسے فوراً نہ کہہ دو کہ تو مومن نہیں ہے۔

اس آیت میں تبینوا تثبتوا کے مفہوم میں ہے یعنی خوب سوچ سمجھ اور رائے مشورہ کرکے کوئی کام کرنا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پر ہاتھ اٹھانے

Www.IslamicBooks.Website

سے رک جانا ضروری ہے اور تثبت کا موقع اس وقت آئے گا جب اس کی جانب سے مخالف اسلام کوئی چیز ظاہر ہو اسی وقت اسے قتل کیا جائے گا اس کے برخلاف اگر اس کا مفہوم یہ لیا جائے کہ کلمۂ توحید کا اقرار کرنے کے بعد اسے کسی حالت میں قتل ہی نہیں کیا جائے گا تثبت کا مفہوم ہی بے معنی ہو جائے گا۔ یہی مفہوم مذکورہ دوسری حدیث کا اور اس جیسی اور احادیث کا بھی ہے یعنی یہ کہ جس شخص کا مسلمان ہونا معلوم ہو اس پر ہاتھ اٹھانا غلط ہے سوائے اس صورت کے جب اس کی جانب سے مخالف اسلام کوئی چیز ظاہر ہو جائے اس کی دلیل یہ ہے کہ وہی رسول خدا ﷺ جنہوں نے اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَاقَالَ لَاۤاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَاۤاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ارشاد فرمایا تھا وہی خوارج کے سلسلہ میں یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ اَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُم قَتَلْتُهُمْ قَتْلَ عَادٍ یعنی جہاں کہیں بھی انہیں پاؤ قتل کردو اگر میں انہیں پاجاؤں تو قوم عاد کی طرح انہیں قتل کردوں...... جب کہ یہ خوارج عام مسلمانوں سے زیادہ عبادت گزار تھے اور ان سے زیادہ تسبیح و تہلیل کیا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض صحابۂ کرامؓ بھی اپنی نمازوں کو ان کے مقابلہ میں حقیر سمجھتے تھے۔ انہوں نے صحابہ کرامؓ سے علم حاصل کیا تھا اس کے باوجود ان کا لاالہ الا اللہ کہنا اور تسبیح و تہلیل میں منہمک رہنا بے ثمر ہی رہا اور اس سے انہیں کچھ فائدہ نہ پہنچ سکا۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام کا دعویٰ بھی ان کے کچھ کام نہ آسکا کیوں ان کی جانب سے شریعت کی مخالفت بالکل واضح ہو گئی بالکل یہی معاملہ یہود اور بنی حنیفہ سے جنگ کا بھی ہے۔

اسی طرح کا واقعہ بنی مصطلق کا بھی ہے، جب ان کے سلسلہ میں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے تو آپ نے ان سے جہاد کا ارادہ کیا لیکن چونکہ یہ خبر غلط تھی اور آپ کو اطلاع غلط پہنچائی گئی تھی اس لیے وحی الٰہی نے بروقت تنبیہ کی۔

Www.IslamicBooks.Website

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ.
(الحجرات. ٦)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کرلیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اس لیے نازل فرمائی تھی کہ خبر دینے والے نے جھوٹی خبر دی تھی۔ ...... مذکورہ آیات واحادیث اس بات کی صراحت کرتی ہیں جو مفہوم انہوں نے سابقہ نصوں سے اخذ کیا تھا وہ غلط تھا، صحیح بات وہی ہے جس کا تذکرہ اوپر ہم کرچکے ہیں۔

غیر اللہ سے مدد کے بارے میں ایک اہم شبہے کا جواب

ان کا ایک اور شبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے مدد طلب کریں گے۔...... پھر لوگ یکے بعد دیگرے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے مگر یہ سبھی حضرات کسی طرح کی مدد دینے سے معذرت ظاہر فرمائیں گے۔ آخر کار یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں گے (اور آپ سے مدد کے طالب ہوں گے اور وہاں سے وہ ناامید نہیں لوٹیں گے۔ مترجم) اس حدیث سے وہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر اس کی دوسری مخلوقات سے مدد طلب کرنا جائز ہے اور ایسا کرنے سے آدمی مشرک نہیں ہو جاتا۔ اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات شرک سے بالکل مبرا ہے البتہ ان کے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں...... جہاں تک مخلوق سے مدد طلب کرنے کا مسئلہ ہے تو یہ ان تمام معاملات

Www.IslamicBooks.Website

میں جائز ہے جن پر وہ قدرت رکھتے ہوں خود اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ایک شخص کا موسیٰؑ سے مدد طلب کرنے کا تذکرہ کیا ہے:

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ (القصص. ۱۵) اس کی قوم کے ایک آدمی نے دشمن قوم والے کے خلاف اسے مدد کے لیے پکارا۔

پھر اس کے علاوہ یہ تو عام ضرورت کی چیز ہے اور آدمی جنگ وغیرہ میں اور دوسرے معاملات میں تو اپنے ساتھیوں سے مدد طلب ہی کرتا رہتا ہے اسے کون ناجائز کہہ سکتا ہے...... ہم خود اس کے قائل ہیں، ہاں جس چیز کا ہم انکار کرتے ہیں وہ اولیاء کی بندگی اور ان سے استعانت ہے جیسے وہ ان کی قبروں پر جا کر یا ان کو حاضر وناظر سمجھ کر مانگتے ہیں۔ نیز ہم ان سے ایسی چیزوں کی طلب کو بھی غلط سمجھتے ہیں جس پر اللہ کے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے۔

جب یہ بات واضح ہو گئی تو استغاثہ بالانبیاء والی حدیث جو گزر چکی ہے اس کا مطلب بھی سمجھ لو کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ قیامت میں انبیاء سے یہ چاہیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں ان سے حساب وکتاب کا مرحلہ نمٹ جائے تاکہ اہل جنت انتظار کی زحمتوں سے بچ سکیں اور جلد از جلد جنت کے باغات میں پہنچ جائیں ظاہر ہے کہ یہ کوئی غلط مطالبہ نہیں ہے اور اس طرح کا مطالبہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ جائز ہے تم اللہ کی کسی نیک بندے کے پاس جو ابھی باحیات ہو جاؤ ان کے پاس بیٹھو ان کی باتیں سنو اور اپنے حق میں ان سے دعائے خیر کرنے کے لیے کہو (اسے کون ناجائز کر سکتا ہے) خود صحابہ کرامؓ سے یہ فعل ثابت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اپنے لیے دعائے خیر کا مطالبہ کرتے تھے لیکن آپ کی وفات کے بعد انہوں نے کبھی آپ کی قبر کے پاس جا کر اور آپ کو مخاطب کر کے دعائیں نہیں مانگی بلکہ اسلاف تو اس کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آپ کی قبر کے پاس جا کر دعا مانگے چہ جائیکہ آپ کو مخاطب کر کے دعا مانگی جائے۔

Www.IslamicBooks.Website

حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں ایک شبہے کا جواب

ایک اور شبہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ سے پیش کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوا میں پرواز کرتے ہوئے آئے اور آپ سے دریافت فرمایا کیا تمہیں کوئی ضرورت ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ جہاں تک آپ سے مانگنے کا تعلق ہے تو میں آپ سے کچھ نہ مانگوں گا...... اس واقعہ کو پیش کر کے یہ لوگ اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر کسی غیر سے مدد طلبی شرک ہوتی تو حضرت جبرئیل حضرت ابراہیمؑ کے سامنے اس طرح کی پیش کش کیوں رکھتے؟

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اعتراض بھی پہلے والے اعتراض کے جنس سے ہے کیونکہ حضرت جبرئیلؑ نے جو پیشکش کی اس پر وہ قادر تھے جیسا کہ جبرئیلؑ کے متعلق اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے شدید القویٰ (نجم. ۵) یعنی حضرت جبرئیل زبردست قوت کے مالک ہیں...... پس اللہ تعالیٰ انہیں اس کی اجازت دے دیتا کہ وہ نارِ ابراہیمؑ اور اس کے ارد گرد زمین کو اٹھا کر پھینک دیں تو آپ ایسا کر سکتے تھے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ انہیں اس بات کی اجازت دے دیتا کہ وہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو دور دراز مقام پر منتقل کر دیں تو وہ ایسا کر سکتے تھے یا اگر اللہ تعالیٰ انہیں اس کا حکم دیتا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیں تو حضرت جبرئیل یہ بھی کر سکتے تھے اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی مالدار آدمی ہو اس کے پاس بے شمار مال و دولت ہو اور وہ کسی محتاج شخص کو دیکھے اور اسے کچھ رقم بطور قرض یا بطور بخشش دینا چاہے تاکہ اس سے اپنی ضرویات پوری کرے مگر اس کی غیرت اسے لینے سے انکار کر دے اور وہ صبر کرے تا آنکہ اللہ تعالیٰ اسے خود ہی رزق عنایت فرمائے جس میں کسی کی احسان مندی نہ ہو......

Www.IslamicBooks.Website

اب بتایئے کہ بھلااس چیز کا مدد طلبی سے کیا تعلق ہے جس میں شرک کی آمیزش ہوتی ہے کاش یہ نادان اسے سمجھ سکیں۔

بحث کا خاتمہ اور ایک اہم شبہے کا جواب

اب ہم اپنی گفتگو ختم کررہے ہیں لیکن خاتمہ کلام میں ایک نہایت اہم اور عظیم الشان مسئلہ پر بحث کریں گے جس میں اکثر لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ تم سابقہ کلام کو نظر میں رکھ کر اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔

یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ توحید دل کی تصدیق وزبان کے اقرار اور اعضاء وجوارح کے ذریعہ عمل کرنے کا نام ہے اگران شرائط سے کسی ایک کو ساقط کردیا جائے تو آدمی مسلمان نہیں رہ جاتا۔ اگر کوئی صرف توبہ کو جان لینے پر اکتفا کرتا اور اس پر عمل نہ کرے تو وہ کافر معاند ہے۔ جیسے فرعون اور ابلیس وغیرہ (جو توحید کو سمجھتے تو اچھی طرح سے تھے مگر اس کا اقرار نہیں کرتے تھے) اور یہی مسئلہ ہے جس میں اکثر لوگ غلط فہمی کے شکار ہیں۔ وہ عقیدۂ توحید کو برحق سمجھتے ہیں وہ اقرار کرتے ہیں ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ حق یہی ہے اس کے برحق ہونے کی گواہی بھی دیتے ہیں لیکن وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اس پر عمل کرنا دشوار ہے اور یہاں اس پر عمل کرنا مناسب نہیں ہے اس لیے ہم اس پر عمل نہیں کرسکتے ہاں جس کے لیے مناسب ہو وہ شوق سے عمل کرے اس کے علاوہ اور بھی دوسرے عذرات ہیں جیسے وہ حسب موقع تراشتے رہتے ہیں۔ اب ان بے چاروں کو کون بتائے کہ حق کو توائمہ کفر بھی پہچانتے تھے لیکن کسی عذر لنگ کی بنا پر اسے چھوڑے ہوئے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

أَشْتَرَوْاْ بِئَايَـٰتِ ٱللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا (التوبة.٩) انہوں نے اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت قبول کرلی۔

Www.IslamicBooks.Website

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَ هُمْ (البقرة. ١٤٦) یہ اسے ایسا ہی پہچانتے ہیں جیسا اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔

اور اگر کوئی ظاہری طور سے توحید پر عمل کرتا ہے لیکن اس کے مفہوم سے آشنا نہیں ہے یا دلی اعتقاد اسے حاصل نہیں ہے تو وہ منافق ہے ایسا منافق جس کا درجہ کافر مطلق سے بھی گراہوا ہے إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (نساء ١٤٥) منافقین کا ٹھکانہ تو دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہے۔

خلاصہ یہ کہ ایک تفصیل طلب مسئلہ ہے جس کی حقیقت تم پر اس وقت واضح ہو جائے گی۔ جب تم لوگوں کی باتیں سنو گے اور دیکھو گے کہ بعض لوگ حق کو اچھی طرح پہچانتے ہیں لیکن وہ اس کو اس لیے چھوڑے بیٹھے ہیں کہ اس سے ان کا کسی قسم کا دنیاوی نقصان ہونے کا اندیشہ ہے پھر تم کچھ ایسے لوگوں کو بھی پاؤ گے جو اس پر صرف ظاہری طور پر عمل کررہے ہیں انکا باطن اس سے بالکل بے پرواہ ہے چنانچہ جب تم ان سے اعتقاد قلبی کے بابت دریافت کرو گے تو وہ اسے بالکل نہ سمجھ سکیں گے)

آخر میں ہم تمہیں کتاب الٰہی کی وہ آیات پڑھ کر سناتے ہیں ایک تو وہ آیت ہے جس کا تذکرہ پیچھے آچکا ہے لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (توبه. ٦٦)

اس آیت کے سلسلہ میں تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ یہ ان لوگوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں حصہ لیا تھا لیکن اس کے باوجود ان کی تکفیر اس لیے کی گئی کہ انہوں نے ازراہ کلمۂ کفر اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں یا اس کا ارتکاب کسی دنیاوی خوف یا مال و جاہ کی طمع کی بنا پر کرتے ہیں تو ان کا جرم ان لوگوں سے کتنا بڑا ہوتا ہوگا جنہوں نے مذاقاً کوئی جملہ اپنی زبان سے نکالا ہوگا۔

Www.IslamicBooks.Website

دوسری آیت کریمہ یہ ہے۔

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمٰنِهِ إِلاَّ مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمٰنِ (النحل. ١٠٦) جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے (وہ اگر مجبور کیا گیا ہو اور دل اس کا ایمان پر مطمئن ہو۔

(تب تو خیر ہے) تو اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں معذور رکھا ہے جب کہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو۔ اور اگر کوئی دوسری صورت حال ہوئی اور اس نے ایمان لانے کے بعد کفر کا ارتکاب کیا چاہے اس کی بنیاد کوئی خوف ہو، دنیا طلبی ہو، وطن سے محبت ہو، اہل خاندان کی چاہت ہو، از راہ مذاق کوئی بات کہہ گیا ہو یا اس کے علاوہ کچھ اور ہو تو گویا وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔

یہ آیت کریمہ ہمارے مفہوم کی وضاحت دو طریقہ سے کر رہی ہے ایک تو یہ کہ اس میں صرف مکرہ یعنی مجبور انسان کا استثناء کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ انسان کو مجبور یا تو کسی کام پر کیا جا سکتا ہے یا کسی کلام پر جہاں تک عقیدہ اور دل کے اطمینان کا تعلق ہے تو اس پر کسی اور کا بس نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ . (النحل ١٠٧) یہ (عذاب) اس لیے ہے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کیا۔

اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ یہ کفر اور عذاب کی سزا کسی اعتقاد جہل، دین سے بغض اور کفر سے محبت کی وجہ سے نہیں ہے اس کا سبب دنیوی فوائد کا حصول اور دنیا کو دین پر ترجیح دینا ہے۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ

Www.IslamicBooks.Website

MAKTABA
AL–DARUSSALAFIAH
6/8-HAZRAT TERRACE, SK. HAFIZUDDIN MARG,
BOMBAY - 400 008 (INDIA)
TEL:308 27 37/ 308 89 89, FAX: 306 57 10

Rs. 15

Www.IslamicBooks.Website